سفینۂ عرفات کے مسافر

جو عرفات سے روک دیے گئے

تیرہ سو پاکستانی حجاج کا خود ساختہ قرنطینہ کی پابندیوں کی وجہ سے سعادت حج سے محروم ہو جانا اس عہد کا ایک افسوسناک المیہ ہے۔ ان مظلوم اور بے کس زائرین بیت اللہ کے قافلہ سے ہمارے ایک محترم دوست (مولانا محمد ہارون ڈھاکہ) اور دوسرے چند سرکردہ حضرات کی لکھی ہوئی ایک رپورٹ ہمیں پہنچی ہے۔ اگر یہ حقائق صحیح ہیں تو نہ صرف یہ کہ پاکستانی سفارتخانہ کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے، بلکہ اس سے سعودی حکومت کی بے حسی اور یورپی تہذیب میں اس کے سراپا استغراق اور اس کے نتیجہ میں مسبب حقیقی خداوند عالم پر بھروسہ کے فقدان کی بھی پوری عکاسی ہو رہی ہے۔ (ادارہ)

★

جدّہ قرنطینہ کیمپ
۲۲ر فروری ۱۹۷۰ء

ہم پاکستان کے وہ پندرہ سو بدقسمت عازمین حج ہیں جو ۲۴ر جنوری ۱۹۷۰ء کو بذریعہ ایم وی سفینۂ عرفات چاٹگام سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل ہم سب کو ٹیکے لگائے گئے اور ہر شخص کو ہیلتھ سرٹیفکیٹ بھی مہیا کیا گیا۔ ۲۳ر جنوری کو جب ہم جہاز پر سوار ہوئے تو ڈاکٹروں نے ہمارے کاغذات کی مکمل جانچ پڑتال کی۔ سفینۂ عرفات کو کراچی کے راستے سفر کرنا تھا۔ جہاز کولمبو پہنچا تو یہ خبر بڑی بے چینی کے ساتھ سنی گئی کہ دو مسافروں کو چیچک نکل آئی ہے۔ کپتان صاحب کو عام مسافروں نے مشورہ دیا کہ متاثرہ افراد کو کراچی اتار دیا جائے، تاکہ جدّہ پہنچ کر تمام حاجیوں کے لئے مصیبت کا باعث نہ بن جائیں۔ مگر اس مشورے پر کان دھرنے کی بجائے کراچی سے دو سو کے قریب درجہ اوّل اور عرشے کے مسافروں کو سوار کیا گیا زندگی کے مقدس ترین سفر کے احساس نے ہمیں مہلت ہی نہ دی کہ مزید تحقیق و تفتیش کر سکتے جہاز کراچی

سے روانہ ہوا اور تکبیر و تہلیل کی صداؤں میں ۹ ر فروری کو جدہ پہنچ گیا۔

قانون کے مطابق سعودی عرب کے سرکاری ڈاکٹر جہاز پر آئے اور دونوں مریضوں کو خطرناک قرار دیا گیا۔ جہاز کو گودی کے ساتھ لگنے کی اجازت نہ ملی۔ تمام مسافروں کو دوبارہ چیچک کے ٹیکے لگائے گئے اور جہاز ساحل سے دور سمندر ہی میں کھڑا رہا۔

۱۰ ر فروری کی صبح جہاز کے کپتان نے سعودی عرب میں پاکستانی سفارت خانے کا ایک انگریزی خط پڑھ کر سنایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ شاہ فیصل نے پاکستان سے خصوصی تعلقات کی بناء پر ہمیں ۱۵ ر فروری کو قرنطینہ کی شیشہ بند بسوں میں پولیس کی نگرانی میں موقوف عرفات کی اجازت دے دی ہے۔ اس کے بعد سات روز تک ہمیں قرنطینہ کیمپ میں رہنا ہوگا اور بعد میں حج کی ادائیگی اور مدینہ منورہ جانے کی کھلی اجازت ہوگی۔ خط میں تنبیہ کی گئی تھی کہ متعلقہ ضوابط اور قوانین کی پوری پابندی کی جائے۔ ہنگامہ آرائی سے احتراز کیا جائے اور کھانے پینے کا انتظام بسوں کے اندر ہونا چاہیئے۔

۱۳ ر فروری کو معلوم ہوا کہ جہاز کے کپتان نے مذکورہ شرائط منظور کرنے کی اطلاع بھجوائی ہے۔ امید بندھ گئی کہ فریضۂ حج کی ادائیگی ہو جائے گی۔

۱۴ ر فروری کو جہاز ران کمپنی کے ایجنٹ کا خط پڑھ کر سنایا گیا اس کا مضمون بھی سفارت خانے والے خط سے ملتا جلتا تھا، البتہ یہ اضافہ تھا کہ جہاز کے عملے کو ساحل پر اترنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اسی روز عصر کے قریب اچانک اعلان ہوا کہ جہاز گودی میں لگ رہا ہے اور مسافروں کو آج ہی اتارنے کی کوشش کی جائے گی۔ تھوڑی دیر کے بعد اعلان ہوا کہ جہاز گودی میں داخل ہو چکا ہے، مسافر اپنا اپنا سامان باندھ لیں اور اترنے کی تیاریاں کریں۔ مگر اپنے ساتھ صرف اتنا سامان لیں جو چوبیس گھنٹے کے لئے کافی ہو۔ باقی اشیاء بعد میں ٹرکوں کے ذریعے ان تک پہنچ جائیں گی —— اس موقع پر مسافروں کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ مایوسی کی فضا چھٹ گئی اور امید کا آفتاب پوری تابانی کے ساتھ چمکنے لگا —— جس وقت ہم جہاز سے اتر رہے تھے، کپتان نے بڑے دردناک لہجے میں الوداعی خطبہ دیا، ہمیں وقوف عرفات کی روانگی پر مبارکباد دی اور جہاز کے عملے کے لئے دعا کی درخواست کی۔

مسافروں کو عین مغرب کے وقت جہاز سے اتارا گیا۔ ہزار منت سماجت کے باوجود نماز کی مہلت نہ دی گئی۔ ہم پولیس کے سخت پہرے میں بند بسوں میں سوار ہوئے اور جدہ کیمپ میں پہنچا دئیے گئے اس وقت پاکستان کے عازمین حج کی حالت خطرناک مجرموں سے بھی بدتر تھی۔

رات کو یہ خبر گشت کرنے لگی کہ ہمیں وقوف عرفات کی اجازت نہیں ملے گی سنجیدہ افراد

نے اس خبر کا کوئی نوٹس نہ لیا اور اسے افواہ قرار دے کر عام لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی، ان کا کہنا تھا، پاکستانی سفارت خانے کی واضح یقین دہانی اور جہاز ران کمپنی کے ایجنٹ کی غیر مبہم ہدایات کے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ لیکن ساری خوش گمانیاں ہوا ہوگئیں۔ ہم ساری دنیا سے کٹ گئے، کوئی ہمارا پرسانِ حال نہ رہا، چنانچہ ۱۴ر کی رات سے تادم تحریر پاکستانی سفارت خانے سے ان گنت مرتبہ رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی گئی، بار بار فون کئے۔ لیکن شنوائی نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے، سفارت خانے میں کوئی شخص موجود ہی نہیں۔ اس سے پہلے بھی اسی طرح کی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا۔ صرف ۱۱ر فروری کو قدوائی نام کے ایک پاکستانی افسر جہاز ران کمپنی کے ایجنٹ کے ساتھ جہاز پر تشریف لائے، مگر جب زائرین نے اپنی مصیبتوں کی کتھا سنائی، تو انہیں سخت سست کہہ کر چلتے بنے۔ ۱۹ر فروری کو یہ کہہ کر ہمارا منہ بند کر دیا گیا کہ ۲۱ فروری تک سعودی حکومت کے دفاتر بند ہیں، اس لئے متعلقہ افراد سے بات چیت نہیں ہو سکتی۔ اس کے سوا پاکستانی سفارت خانے نے ہماری کوئی خبر نہ لی۔

جب یقین ہوگیا کہ ۹ر ذی الحجہ کو ہم عرفات نہیں پہنچ سکتے، تو ہم نے قرنطینہ کے مدیر کی منت سماجت کی کہ ہمیں کم از کم ۱۰ر ذی الحجہ کی رات کو ہی (جب میدان عرفات خالی ہو چکا ہوگا) بند لسبوں میں وقوفِ عرفات کرایا جائے، لیکن ہماری ایک نہ سنی گئی۔ حج اور عید کے ایام ہمارے لئے قیامت سے کم نہیں تھے۔ لاکھوں فرزندانِ توحید حج کی سعادت سے مشرف ہو رہے تھے اور ہم لوگ جنہوں نے دوسرے پاکستانیوں کی طرح لاتعداد دشواریاں محض بیت اللہ کی زیارت کی خاطر سہی تھیں، نام نہاد قرنطینہ کیمپ میں نہایت کسمپرسی کی حالت میں پڑے تھے۔ چاروں طرف پولیس کا سخت پہرہ تھا۔ اپنوں اور بیگانوں کا ظالمانہ سلوک، زبان کی اجنبیت اور کعبۃ اللہ کے قریب ہوتے ہوئے بھی حج کی سعادت سے محرومی —— جو کیفیت ہمارے دل و دماغ پر گزری اُسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔

۷ر فروری سے آج ۲۲ر فروری تک یعنی دو ہفتے گزر رہے ہیں اور ہم ابھی تک احرام کی حالت میں ہیں۔ ہم نے زبانی اور تحریری طور پر متعلقہ حکام سے بارہا درخواستیں کی ہیں کہ ہمیں عمرہ کرنے کی اجازت دی جائے، تاکہ ہم احرام کی پابندیوں سے نجات پا سکیں، لیکن ہماری ہر فریاد صدا بہ صحرا ثابت ہوئی ہے۔ اتنے دن تک نہائے دھوئے، حجامت بنوائے اور کپڑے تبدیل کئے بغیر رہنا جس قدر تکلیف دہ ہے اس کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ کیمپ کا انتظام بے حد ناقص اور صحت کیلئے انتہائی ناساز گار ہے۔ حیرت کی بات ہے ہمیں محض حفظانِ صحت کے لئے اتنی کڑی سزا دی جا رہی ہے

لیکن ہماری صحت کا کوئی خیال نہیں کیا جا رہا۔ نہ صفائی کا کوئی انتظام ہے نہ اچھے کھانے کا، نہ ضرورت کے مطابق پانی کا --- ہم ایسی جگہ میں قید ہیں جہاں ہر طرف غلاظت کے ڈھیر ہیں اور تعفن سے دماغ پھٹا جاتا ہے۔ نتیجۃً بیشتر لوگ مختلف امراض کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ علاج کا کوئی معقول بندوبست نہیں، نہ رات کی سردی اور دن کی گرمی سے بچاؤ کا کوئی انتظام ہے۔ مکھیوں اور مچھروں کی یلغار ہمہ وقت جاری رہتی ہے۔ ہمارا سارا سامان اب تک کھلے میدان میں سڑ رہا ہے اور کسی کو وہاں تک جانے کی اجازت نہیں ---

کیمپ میں ایک چھوٹی سی کینٹین ہے جہاں سے ضرورت کی بہت کم اشیاء دستیاب ہوتی ہیں اور وہ بھی منہ مانگے داموں پر --- باہر سے منگوانے کا کوئی سوال نہیں۔ ہم پوری دنیا سے کٹے ہوئے ہیں۔ قرنطینہ کے بعض پاکستانی اہلکار ایک ایک پوسٹل لفافے کے تین تین پاکستانی روپے وصول کر رہے ہیں۔ کہا گیا تھا کہ ہمیں کیمپ میں سات روز تک رہنا ہوگا، لیکن دو ہفتے بیت گئے ہیں اور خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ اب کہا جا رہا ہے کہ اگر مریضوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو مدتِ قیام میں توسیع کر دی جائے گی --- ہم چار ہزار میل سے آپ سے مخاطب ہیں اور استدعا کرتے ہیں کہ براہِ کرم حکومت پاکستان اور شاہ فیصل کو ہماری حالتِ زار سے آگاہ کیجئے تاکہ ہم اس عقوبت خانے سے رہائی پا سکیں۔ پندرہ سو افراد کو دو چار بیمار آدمیوں کے جرم بے گناہی کی سزا دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ :

۱۔ ہم پندرہ سو افراد کو قرنطینہ کی پابندیوں سے جلد از جلد رہا کیا جائے۔ عمرہ اور زیارت کی اجازت دی جائے --- ۲۔ آئندہ برس ہم لوگوں کو سعودی یا پاکستانی مصارف پر حج کرایا جائے، کیونکہ شرعی نقطۂ نظر سے یہ حج ہم پر فرض ہو چکا ہے --- ۳۔ آئندہ حاجیوں کو لانے والا آخری جہاز حج سے کم از کم سولہ روز پہلے جدہ پہنچ جانا چاہئے تاکہ قرنطینہ کی صورت میں یہ لوگ حج کی ادائیگی سے محروم نہ رہیں ---
۴۔ اس طرح کے نازک شرعی معاملے میں مستند علماء سے رائے لی جائے اور مادہ پرست ڈاکٹروں کے مشورے پر عمل نہ کیا جائے۔

امید ہے ہم لوگوں کی مظلومیت آئندہ اس طرح کے حالات پیدا نہیں ہونے دے گی والسلام

میجر محمد دلاب حسین۔ چیئرمین عازمین حج و چیئرمین اصلاحی کمیٹی سفینۂ عرفات۔
محمد رضوان، ڈھاکہ۔ امیر تبلیغی جماعت ڈھاکہ۔
شیخ عبدالغنی، رحیم یار خان۔ جائنٹ سیکرٹری اصلاحی کمیٹی سفینۂ عرفات
محمد ہارون ناظم ادارۃ المعارف ڈھاکہ نمبر ۴
قاضی عبدالحکیم امیر الحجاج سفینۂ عرفات۔